ا۔ قصیدہ در مدح امام حسین علیہ السلام

ادیب اکبر انیس العصر سید ابن الحسین مہدی نظمیؔ

یوں زندگی ہے موت کے صحرا میں ضو فشاں | جیسے سرابِ ریگ پہ سورج کی جھائیاں
اندیشہائے مرگ سے لرزاں ہے یوں حیات | جیسے کہ نخلِ بید کی جنگل میں ڈالیاں
اندیشہائے مرگ سے تہذیب کے نقوش | پانی میں جیسے ٹوٹی ہوئی موج کے نشاں
اندیشہائے مرگ سے آثارِ زندگی | جیسے نشانِ تربتِ احبابِ رفتگاں
اندیشہائے مرگ سے دامانِ کشت زار | جیسے کہ جلتی دھوپ میں سرسوں کی بالیاں
اندیشہائے مرگ سے دریا کا اضطراب | ہو جیسے تشنگی میں دلِ تشنہ لب تپاں
اندیشہائے مرگ سے تبخیرِ آبِ جُو | جیسے حجر کے سینے سے اٹھتا ہوا دھواں
اندیشہائے مرگ سے امواجِ جوئے آب | جیسے کہ سیلِ خونِ جگر آنکھ سے رواں
اندیشہائے مرگ سے در پردۂ سحاب | نالہ بلب ہے رعد دلِ برق ہے تپاں
اندیشہائے مرگ سے چلتی ہے یوں نسیم | جیسے چلیں اسیرِ سلاسل کشاں کشاں
اندیشہائے مرگ سے برگِ حِنا کا خوں | ہے صرفِ دستِ لالہ نگارانِ گلستاں
اندیشہائے مرگ سے پھولوں کی تازگی | جیسے کہ خونِ بسمل حسرت کی سُرخیاں
اندیشہائے مرگ سے سوسن کے تازہ پھول | جیسے دہن میں پیاس سے سوکھی ہوئی زباں
اندیشہائے مرگ سے آوازِ عندلیب | عبرت میں جیسے مرثیہ تاثیر میں فغاں
اندیشہائے مرگ سے امواجِ آبشار | جیسے کہ اشک چشمِ دل سنگ سے رواں
اندیشہائے مرگ سے جامد ہیں کوہسار | پتھر نے جیسے پہنی ہیں پتھر کی بیڑیاں
اندیشہائے مرگ سے ذراتِ رہ گزار | لرزاں ہیں جیسے اڑتی ہوئی گردِ کارواں
اندیشہائے مرگ سے سلک گُہر کی آب | جیسے کنول کے پتوں پہ شبنم کی بوندیاں
اندیشہائے مرگ سے تاریک رات میں | سورج سے منہ چھپا کے نکلتی ہے کہکشاں
اندیشہائے مرگ سے نجمِ سحر کی ضو | رکھتی ہے خود کو جلوۂ خورشید سے نہاں
اندیشہائے مرگ سے یہ سر خرو شفق | چھپتی ہے صبح و شام کے پردوں کے درمیاں
اندیشہائے مرگ سے پیمانۂ شراب | جیسے فروغِ آتشِ سیال کا دھواں
اندیشہائے مرگ سے دستارِ شہریار | یوں کانپتی ہے جیسے کہ دستِ گداگراں
اندیشہائے مرگ سے دستِ جنوں نواز | دامانِ آرزو کی اڑاتا ہے دھجّیاں

اندیشہائے مرگ سے لیکن شہید ناز
پاتا ہے وہ حیات جو ہوتی ہے جاوداں

اس جاوداں حیات کی منزل ہے کربلا
سوتا ہے جس کی چھاؤں میں پیاسوں کا کارواں

اہلِ ولا کو دیر سے ہے انتظارِ جام
ہے تشنگیٔ مدحتِ سلطانِ دو جہاں

نظمیؔ سنا بھی مطلعِ سرمستیٔ بہار
سب سے جدا ہے تیری نگارش ترا بیاں

ہر تشنہ لب سے کہتی ہیں گھنگھور بدلیاں
ساغر اٹھا کہ ساقیٔ کوثر ہے شادماں

اک تشنہ لب شہید کے میلاد کی ہے دھوم
رندو پیو ثواب ہیں بادہ گساریاں

برجِ قمر میں کاہکشان و نجوم میں
رب نے کیا ہے جشنِ چراغاں کہاں کہاں

موجِ شمیم و نکہتِ خونِ حسینؑ سے
مہکا ہوا ہے فاطمہؑ زہرا کا بوستاں

بنت رسولؐ دیکھ رہی ہے رخِ پسر
پیش نظر ہے صورتِ پیغمبرؐ زماں

ابرو کہ جیسے ابروئے پیشانیٔ رسولؐ
کاکل کہ جیسے کاکلِ پیغمبرؐ جہاں

رخسار جیسے جلوۂ رخسار مصطفیٰؐ
نورِ جبیں کہ جیسے جبینِ شہِ جناں

بازو کہ جیسے بازوئے محبوبِ کردگار
چہرہ کہ جیسے چہرۂ سلطانِ دو جہاں

خوشبو کہ جیسے موجِ شمیمِ تنِ رسولؐ
حسنِ ادا کہ جیسے ادائے شہِ زماں

سیرت چراغِ محفلِ مختارِ کائنات
صورت چراغِ انجمنِ صدرِ لا مکاں

پُر درد ایک مطلعِ رنگِ غزل سنا
ٹھنڈی ہوا ہے چھائی ہیں ساون کی بدلیاں

تاراج یوں ہوئی ہیں محبت کی بستیاں
صحرا وہاں وہاں ہے چمن تھا جہاں جہاں

ہر پھول کی ہنسی میں ہیں شبنم کے اشکِ تر
ہر پردۂ بہار میں رو پوش ہے خزاں

گیسوئے یارو عارضِ تاباں کہ جس طرح
گھنگھور بدلیوں میں تڑپتی ہیں بجلیاں

دامانِ تیغِ ناز سے تا دامنِ شفق
پہنچا ہے خونِ حسرتِ بسمل کہاں کہاں

نظمیؔ سنا بھی مطلعِ مدحِ شہیدِ ناز
ہیں ساغرِ ولا کے طلب گار میکشاں

اسلام اور حسینؑ، محمدؐ کی روح و جاں
کب کوئی امتیاز ہے دونوں کے درمیاں

اک سمت ہے یزید کی صورت میں بولہب
اک سمت ہے حسینؑ محمدؐ کا رازداں

عاشور کی یہ رات بھی ہجرت کی رات ہے
گھیرے ہوئے ہے بیتِ نبیؐ لشکرِ گراں

بستر کی جا مصلّیِ خیرالوریٰؐ ہے آج
تسبیح خواں ہے جس پہ محمدؐ کا جانِ جاں

وہ نفس مطمئن جسے نفسِ علیؑ کہیں
قیمت ہے جس کی مرضیٔ خلّاقِ دو جہاں

یہ کربلا کا دشت بھی میدانِ بدر ہے
تصویر ہے رسول کی سبطؑ نبی یہاں

حمزہؓ کی ڈھال حیدرؑ کرار کی حسام
ہے بیشۂ رسولؐ کا یہ ضیغمِ ژیاں

قرآن اور شریعتِ خیرالوریٰ کی ڈھال
ایماں کی ذوالفقار مشیّت کا رازداں

اوڑھے ہوئے ردائے شہنشاہِ کائنات
باندھے ہوئے عمامۂ سلطانِ دو جہاں

سرورؑ کا یہ جہاد محمدؐ کی جنگ ہے
دیکھو علیؑ کے بعد نبیؐ کی لڑائیاں

گھر بار سب لٹا کے پیمبرؐ کے دین کی
کی ہیں علیؑ کے لال نے مشکل کشائیاں

نقشِ جبیں ہے زینتِ محرابِ بندگی
نقشِ قدم ہے جادۂ معبود کا نشاں

باقی ہے جس کے نام سے اسلام کا شعار
اب اس کی یادگار ہے قرآن اور اذاں

پائے قلم میں جیسے کہ سو آبلے سے ہیں
نظمیؔ مذاقِ شعر کو تابِ رقم کہاں

۲۔ قصیدہ

خود زندگی ہے قاتل معصوم زندگی کی
سورج کی ہر کرن میں اک باڑھ ہے چھری کی

مجبور قطرہ قطرہ پابند ذرّہ ذرّہ
ہے خاک دانِ عالم تصویر بیکسی کی

کیا جانے کب سنے گا پردہ نشینِ فطرت
اک سازِ بے صدا ہے فریاد زندگی کی

شبنم کے آنسوؤں میں چنگاریاں ہیں روشن
ہر پھول کے جگر میں ہے آگ تشنگی کی

گلچیں کی چٹکیوں نے ہنستے ہوئے گلوں کو
دی ہے سزائے عبرت جرمِ شگفتگی کی

جیسے رسن کی بندش رگ ہائے ہر شجر نے
جکڑی ہے ڈالیوں میں گردن کلی کلی کی

ہے رقص گاہِ بسمل یہ مقتلِ تمنّا
ہر سانس کھینچ دی ہے سولی پہ زندگی کی

سرخی میں ہے شفق کی خونِ مہہ و کواکب
سورج نے لوٹ لی ہے بارات چاندنی کی

پھوٹے دلِ جبل سے یوں آبشار جیسے
چنگاریاں پگھل کر بہہ نکلیں تشنگی کی

دل میں زمیں کے پنہاں آتش فشاں ہیں کتنے
یہ زلزلے نہیں ہیں حالت ہے بے کلی کی

دیوانہ وار رقصاں صحرا میں ہیں بگولے
آتی ہے آندھیوں میں آواز سنسنی کی

کیوں عارض وجبیں پر لہرا رہے ہیں گیسو
تاریکیوں سے پوچھو تکلیف روشنی کی

ہے حادثوں کی دنیا حادث ہے زندگانی
غم ہے محیط، کوئی صورت نہیں خوشی کی

ہے شکلِ خود فریبی کہتے ہیں جس کو راحت
عادت سی پڑ گئی ہے ہر زخم کو ہنسی کی

دنیا کو سب ہی اپنا کہتے ہیں کہنے والے
لیکن یہ واقعہ ہے دنیا نہیں کسی کی

امواجِ تیز رو میں نازک حباب جیسے
یوں موت کے بھنور میں کشتی ہے زندگی کی

اس قتل گہہ میں وہ بھی منزل ہے جس میں نظمیؔ
خود موت بن گئی ہے تعبیر زندگی کی

یادِ حسینیت ہے دل بستگی کی صورت
داغِ سوادِ غم میں اک لَو ہے روشنی کی

میلادِ بادشاہِ کرب و بلا کی محفل
طوفانِ اشکِ غم میں اک موج ہے خوشی کی

پڑھ کر درود پڑھئے اک مطلعِ عقیدت
رحمت نے گود بھر دی پھر دخترِ نبیؐ کی

جلوے رخِ نبیؐ کے تابش رخِ علیؑ کی
شبیرؑ روشنی ہے قندیلِ آگہی کی

عرش خرد پہ اس نے پہنچا دیا بشر کو
دکھلا دی آدمی کو معراج آدمی کی

شبیرؑ کربلا میں کیوں آئے یہ نہ پوچھو
تاریکیوں میں پھیلے عادت ہے روشنی کی

پیمانۂ خودی کو جس خسروی نے توڑا
تو نے پلٹ دی قسمت اس تاجِ خسروی کی

سازِ ولا پہ چھیڑو مطلع کسی غزل کا
محفل ہے دوستوں کی تقریب ہے خوشی کی

حسرت نہ میکشی کی لغزش نہ بے خودی کی
پیمانہ توڑ ڈالا لذت نے تشنگی کی

اے دل نہ کر شکایت دنیا سے دشمنی کی
وہ کون ہے کہ جس سے دشمن نے دوستی کی

حاصل ہے زندگی کا دامانِ زندگی میں
اک سیل آنسوؤں کی اک آگ تشنگی کی

تختے الٹ دیئے ہیں دنیا نے قیصروں کے
مٹی میں مل گئی ہے شوکت سکندری کی

روشن مگر ہے اب تک مینارۂ شہادت
ظلمت میں بہہ رہی ہے اک موج روشنی کی

بزمِ ولا میں نظمیؔ پڑھئے بھی مطلعِ غم
آمیزشیں خوشی میں ہیں اشکِ ماتمی کی

جو کل تھا کربلا میں تصویر بیکسی کی
وہ آج ہے تسلی مایوس آدمی کی

زیر حسامِ قاتل تشنہ دہن کا سجدہ
کچھ بھی نہیں ہے لیکن معراج بندگی کی

طولِ نمازِ مرسلؐ آواز دے رہا ہے
شبیرؑ انتہا ہے ہر رسمِ بندگی کی

تسنیم و سلسبیل و موجِ فرات و کوثر
لینے لگے بلائیں لب ہائے تشنگی کی

دوشِ نبیؐ ہے شاہد اسلام کے جہاں میں
یا تیری روشنی ہے یا روشنی علیؑ کی

حُرؑ کو پلا کے پانی راہِ مسافرت میں
سرور نے لاج رکھ لی انسان دوستی کی

تیری ضریح قبلہ اربابِ حریت کا
تیرا علم نشانی آزاد آدمی کی

چھینیں گے اب نہ صدمے نظمیؔ مرا تبسم
زخموں سے سیکھ لی ہے میں نے ادا ہنسی کی

۳۔ قصیدہ

جوانی پھول کی سرمستئ گلزار ہوتی ہے
جوانی پھول کی پیمانۂ سرشار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے جادو رنگ و نکہت کا
جوانی پھول کی افسونِ برگ و بار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے زر افشاں گلستاں میں
جوانی پھول کی سرمایۂ گلزار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے جو ہر خاکِ گلشن کا
جوانی پھول کی آئینۂ بیدار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے سرکش اپنی فطرت میں
جوانی پھول کی خونِ رگِ پندار ہوتی ہے

جوانی پھول کی راز آشنا ہوتی ہے شبنم کی
جوانی پھول کی فطرت شناسِ خار ہوتی ہے

جوانی پھول کی اٹکھیلیاں کرتی ہے کانٹوں سے
جوانی پھول کی لذت کشِ آزار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے خوابِ صبح کی لذت
جوانی پھول کی غفلت میں بھی ہشیار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے بے خود جام شبنم سے — جوانی پھول کی مستِ مئے گلنار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے تسلیم سحر گاہی — جوانی پھول کی تسبیح شب بیدار ہوتی ہے
جوانی پھول کی رحلِ نظر ہوتی ہے مالی کی — جوانی پھول کی قرآنِ لالہ زار ہوتی ہے
جوانی پھول کی صوتِ اذاں ہوتی ہے خوشبو کی — جوانی پھول کی حرفِ صدائے یار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے موجِ ابتر نکہت — جوانی پھول کی اڑتی ہوئی رفتار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے زینت زلفِ برہم کی — جوانی پھول کی گلگونۂ رخسار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے رشکِ عارضِ یوسف — جوانی پھول کی خوابِ زلیخا زار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے پیکر حسنِ لیلا کا — جوانی پھول کی قیسِ جنوں آثار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے ضو گلفامِ فطرت کی — جوانی پھول کی حسنِ شبیہ یار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے داغِ سینۂ عاشق — جوانی پھول کی بلبل کا قلبِ زار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے چاکِ گوشۂ دامن — جوانی پھول کی یوسف سرِ بازار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے ناموسِ چمن آرا — جوانی پھول کی محبوبۂ گلزار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے اطلس پوش گلشن میں — جوانی پھول کی پوشاکِ جامہ وار ہوتی ہے
جوانی پھول کی چمپا کلی ہوتی ہے سونے کی — جوانی پھول کی پازیبِ برگ و بار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے شاخِ سبز میں ہیکل — جوانی پھول کی تاجِ سرِ گلزار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے جیسے رات کی رانی — جوانی پھول کی جیسے شمیم یار ہوتی ہے
جوانی پھول کی انگڑائیاں لیتی ہے ڈالی میں — جوانی پھول کی شوخیٔ لالہ زار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے ظرفِ بادۂ شبنم — جوانی پھول کی تازہ مئے گلنار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے تشبیہ لبِ جاناں — جوانی پھول کی تمثیلِ چشم یار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے سازِ شاہد گلشن — جوانی پھول کی آہنگِ برگ و بار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے تحریر خط گلشن — جوانی پھول کی حسنِ لبِ گفتار ہوتی ہے
جوانی پھول کی کرتی ہے افشا راز خلقت کا — جوانی پھول کی پردہ درِ اسرار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے نقشِ حسرت وارماں — جوانی پھول کی مالی کے دل کا پیار ہوتی ہے
جوانی پھول کی سرشار کردیتی ہے آنکھوں کو — جوانی پھول کی کیفِ سرِ میخوار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے نذرِ سوزنِ گلچیں — جوانی پھول کی وقفِ سنان و دار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے انگڑائی دلاور کی — جوانی پھول کی کھنچتی ہوئی تلوار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے شاخِ ظلم کی قاتل — جوانی پھول کی سر پنجۂ خوددار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے حسنِ صورتِ اکبرؑ — جوانی پھول کی مثلِ علیؑ کرار ہوتی ہے
جوانی پھول کی ہوتی ہے خنکی چشمِ لیلا کی — جوانی پھول کی جانِ شہِ ابرار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے عکسِ صورتِ احمدؐ
جوانی پھول کی ایمان کا معیار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے رن میں حیدرؑ ثانی
جوانی پھول کی اللہ کی تلوار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے شاہد مرسلِ حق کی
جوانی پھول کی معبود کا اقرار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے لَو نورِ امامت کی
جوانی پھول کی غیبت میں بھی اظہار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے خنجر ذہنِ قاتل پر
جوانی پھول کی جور و جفا پر وار ہوتی ہے

جوانی پھول کی تختہ الٹ دیتی ہے فاسق کا
جوانی پھول کی انداز میں کرار ہوتی ہے

جوانی پھول کی بت توڑتی ہے ضربِ نکہت سے
جوانی پھول کی باطل شِکن تلوار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے خونِ گرم سے رنگیں
جوانی پھول کی کھا کر سناں گلنار ہوتی ہے

جوانی پھول کی ہوتی ہے فتحِ نکہت ونزہت
جوانی پھول کی نظمِؔ شکستِ خار ہوتی ہے

قصیدہ درمدح حضرت حجۃ العصر صاحب زمان امام محمد مہدیؑ عجؒ

علامہ سید کلب احمد مانیؔ جائسی

اس جلوہ گہہ کو قبلۂ عرفاں بنائیں گے
راہِ طلب کو سعی کا میداں بنائیں گے

تصویرِ شوق ولولہ ساماں بنائیں گے
نالے کو برق، گریہ کو طوفاں بنائیں گے

پابندیوں سے تاکہ بڑھے اور ولولہ
قلب حزیں کو شوق کا زنداں بنائیں گے

صرفِ وفا کریں گے ہر اک لمحۂ حیات
ہر ایک سانس کو غمِ جاناں بنائیں گے

رستے کو نورِ سجدہ سے روشن کریں گے آج
تاریک منزلوں کو فروزاں بنائیں گے

ہر ہر قدم جھکے گی جبیں راہِ عشق میں
ہر ہر نفس کو منزلِ عرفاں بنائیں گے

ذروں کو بھی جبیں کی تجلی سے آج تو
غیرت دہِ نجوم درخشاں بنائیں گے

سجدوں ہی میں سنائیں گے اُلفت کی داستاں
پیشانی نیاز کو عنواں بنائیں گے

جاری کریں گے عتبۂ نوری پہ اشک خوں
دُرِّ نجف کو لعلِ بدخشاں بنائیں گے

دعوت اجل کو دیں گے یہیں سر جھکا کے ہم
اس سنگِ در کو سجدہ گہہ جاں بنائیں گے

دل مکتبِ وفا میں ہے مدت سے درس گیر
دل ہی کو اب معلم ایقاں بنائیں گے

فرقِ نیاز ہے بسر آستانِ ناز
بس اب اسی کو کعبۂ ایماں بنائیں گے

مامن بنائیں گے پَیِ جن و حوش و طیر
ملجٔے پَیِ ملائک و انساں بنائیں گے

یہ بابِ بارگاہِ امام زمانہ ہے
قدسی بہ منت اپنے کو درباں بنائیں گے

ہم ہوں گے شمعِ دل کی تجلی میں گامزن
یوں راہ تا بہ مہدیؑ دوراں بنائیں گے

آنکھیں ملیں گے پائے شہنشاہ عصر سے
ہستی کو اپنی عجز کا عنواں بنائیں گے